گئے۔وہاں جونیہ عورت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی۔اُس کو کھجور کے باغ میں ایک گھر میں اتارا گیا تھا۔اس عورت کا نام امیمہ بنت نعمان شراحیل تھا اس کے ساتھ اس کی انا کھلائی بھی تھی۔اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے آپؐ نے فرمایا ھبی نفسک لی اپنا آپ مجھے بخش دے۔اس نے کہا'' جا،کہیں بادشاہ زادیاں بھی اپنا آپ بازاریوں یعنی (رعیت) کو بخشا کرتی ہیں؟ آپ نے (اس سخت کلمے پر بھی پیار سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے دل کو تشفی ہوئی) وہ کیا کہنے لگی میں تم سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔اس وقت آپؐ نے فرمایا تم نے ایسے کی پناہ لی جو پناہ لینے کے قابل ہے۔اور آپؐ باہر آ گئے آپؐ نے فرمایا ابو اسید اس کو ایک جوڑا کپڑے کا دے دو اور اس کو اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دے۔اور حسین بن ولید نیشاپوری نے (جس سے امام بخاری نہیں ملے) اس حدیث کو عبد الرحمٰن بن غسیل مذکور سے روایت کیا۔سہل بن سعد اور ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دونوں نے کہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا جب وہ آپ کے پاس لائی گئی آپ نے اس پر ہاتھ رکھا تو اس (کم بخت بدنصیب) کو برا لگا آپ نے بواسید سے فرمایا کہ ایک سفید جوڑا کپڑوں کا اس کو (احسان کے طور پر) دے دو۔ (صحیح بخاری شریف جلد سوم پارہ ۲۲۔کتاب الطلاق حدیث نمبر ۱۵۷)

یارب ایسے لوگوں پر تو آسمان سے پتھر کیوں نہیں برساتا جو تیرے نبی کے کردار کو مسخ کر رہے ہیں۔انتقامی طور پر جلدی میں اس من گھڑت افسانے میں کئی خامیاں ہیں (۱) امیمہ یا جونیہ اگر منکوحہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تھی تو یہ احاطہ (شوط) کھجوروں کے جھنڈ میں کیا کر رہی تھی، اس کو تو حرم نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہونا چاہیے تھا (۲) اگر جونیہ کے ساتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا تھا تو ظاہر ہے قرآن کے مطابق باہم رضامندی سے ہوا ہوگا۔نہ کہ زبردستی کیونکہ اللہ کا حکم ہے۔یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا، (۴/۱۹) اے ایمان والو! تم پر حلال نہیں کہ تم عورتوں کے جبراً مالک بن جاؤ۔جو تم سے کراہت کرتی ہوں۔یہاں تو یہ معاملہ جبر کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہاتھ لگانے پر وہ عورت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتی ہے (جا کیا شہزادیاں بھی بازاری آدمیوں کو جان بخشتی ہیں) اللہ تو شہادت دیتا ہے کہ حضورؐ اتباع کرتے تھے احکام الٰہی کی جو قرآن کی دفتین میں موجود ہے۔ان اتبع الا ما یوحیٰ الی (۶/۵۰) میں کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا سوائے اس کے جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔تو اللہ کی شہادت،اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا،اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جونیہ سے نکاح کیا ہوتا تو باہم رضامندی سے کیا ہوتا تب وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دھتکارتی۔اور دار نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بیٹھی ہوتی کھجوروں کے جھنڈ میں نہ بیٹھی ہوتی۔یہ بھی مجوسیوں،کا بنایا ہوا افسانہ ہے۔

علاوہ اس کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی منکوحہ کو طلاق دے ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مطلقہ پھر زندگی بھر کسی سے شادی کر ہی نہیں سکتی تھی اس لئے کہ اللہ نے کہہ دیا کہ و ازواجہ امھتھم (۳۳/۶) اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔اس کے علاوہ اس کہانی کے آخری راوی ابو اسید ہیں۔اس نے بتایا نہیں کہ حضور صلے

اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتک اور بے عزتی کی یہ شرمناک داستان خود اسے سنائی کہ اُنؐ کے ساتھ جھنڈ میں کیا پیش آیا، یا جونیہ نے اس واقعہ کو مشتہر کیا۔ اس کی تفاصیل باہر کیسے آئیں، کیا اسید کہیں کان لگا کر سن رہے تھے؟ یا کسی سوراخ سے تمام سورت حال کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ اگر ایسا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہوتا تو دونوں کو خاموش رہنا چاہیے تھا۔ مگر انتقام لینے والوں نے پہلے افسانہ بنایا پھر اسے طشت از بام کیا اور ہمیں یہ باور کرایا کہ بعد از قرآن یہی اصح الکتب ہیں ان کو نہ ماننے والا مسلمان نہیں رہتا۔ آخر میں ہمارے زخموں پر یہ پٹی رکھی کہ جونیہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ تھی جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگانے نہ دیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی۔ نہ یہ سوچا کہ حضور صلے اللہ علیہ و سلم کی آزاد کردہ عورت سے کوئی شادی کر ہی نہیں سکتا تھا اور یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی کو طلاق دی ہی نہیں۔

یہ ہے فارس کا انتقام کہ وہ ہستی کہ جس کے کردار پر دشمن انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا آج اسے عجمی اماموں نے ''راسپوٹین'' کے برابر لا کھڑا کیا۔ جب قریش مکہ (ابوجہل اور ابوصفیان) حبشہ (اتھوپیا) گئے مال تجارت لے کر تو حبشہ کے شاہ سے ملے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف مدد مانگی۔ شاہ حبش نے کہا مدد تو میں دے دوں گا یہ بتاؤ کہ وہ آدمی کیسا ہے؟ سرداران قریش نے کہا، آدمی تو بہت کھرا اور سچا ہے بس یہ نقص ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا ہے۔ شاہ حبشہ نے کہا میں ایسے شخص کے خلاف مدد نہیں دے سکتا۔ کہ دشمن بھی اس کی سچائی اور کھرے پن کا اقرار کر رہے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ بھی سچ کہہ رہا ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن فارس اُن کی کیا تصویر پیش کر رہا ہے العیاذ باللہ۔

☆☆☆

(6) اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنہوں نے سب سے پہلے دنیا میں اسلامی مملکت یا قرآنی معاشرہ کی عملی تشکیل کی ان کی روش آنے والوں کے لئے مشعل راہ قرار پائی قرآن کریم نے ان سب کو مومن حقاً قرار دیا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان سب کو پکے اور سچے مومن سمجھیں اور کسی ایک میں بھی فرق نہ سمجھیں وہ سب یکساں عزت اور احترام کے حقدار ہیں۔ اگر تاریخ میں کوئی بات ملتی ہے جو اس جماعت کی کسی ایسی خصوصیت کے خلاف جاتی ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ تو ہمیں اس تاریخی بیان کو نا قابل قبول قرار دینا ہوگا۔ کیونکہ وہ قرآن کی شہادت کے خلاف ہوگا۔ ہمیں رب نے قرآن پر ایمان لانے کو کہا ہے نہ کہ تاریخ پر۔

اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رب فرماتا ہے و السبقون الاولون من المھجرین و الانصار و الذین اتبعو ھم با حسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنه و اعدلھم جنٰتٍ تجری تحتھا الانھر خٰلدین فیھا ابدا (۹/۱۰۰) جن لوگوں نے سبقت کی مہاجرین اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے اور ان کے لئے باغات ہیں جنت کے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اللہ ھو الذی ایدك بنصرہٖ و بالمئومنین و الف بین قلو بھم ط لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلو بھم و لکن اللہ الف بینھم (۸/۶۳) اللہ نے مئومنین کے دلوں میں اس قسم کی باہمی الفت ڈال دی جو دنیا جہاں کی دولت خرچ کرنے پر بھی (اے نبی) تمہیں حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔

یہ تھی اللہ کی شہادت، اللہ کا کیریکٹر سرٹیفکیٹ جو صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ

نے پیش کیا، جنہیں اللہ نے دنیا میں جنت کی بشارت دی تھی۔اس سے بڑھ کر شہادت اور کیا ہوگی؟ اب اگر کوئی ان کے کردار پر کیچڑ اچھالے تو وہ گندگی کھاتا ہے جہنم میں اپنا ٹھکانا بناتا ہے، چاہے اس کا نام محمد حسین ہو یا محمد اسماعیل یا احمد ابراہیم۔یا رشدی یا راج پال ہو۔وہ عیسائی ہو یا یہودی ہو یا ہندی، ایرانی۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال:کنا نغزو مع النبی صلے اللہ علیه و سلم و لیس معنا نساء فقلنا الا نختصی ؟ فنها نا عن ذلك فرخص لنا بعد ذلك ان نتزوج الماة بالثوب ، ثم قرا(یا ایها اللذین آمنوا لا تحر موا طیبات ما احل اللہ لکم)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جایا کرتے تھے، اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں (جن سے ہم اپنی خواہش بجھاتے) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم اپنے آپ کو خصی کیوں نہ کر لیں (خس کم جہاں پاک) آپ نے منع فرمایا (اسی سفر میں) آپ نے ہم کو یہ اجازت دی کہ ایک کپڑا دے کر بھی ہم عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔یعنی متعہ۔اس کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیۃ پڑھی (یا ایھا اللذین آمنوا لاتحر موا طیبات ما احل اللہ لکم)

(بخاری شریف جلد دوم باب ۶۷۳ - حدیث نمبر ۱۷۲۳)

اور حدیث صحیح مسلم میں سبرہ جہنی کی روایت ہے کہ: جب حضور صلے اللہ علیہ و سلم نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک ساتھی بنی عامر کی ایک عورت کے پاس اکٹھے گئے اور اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔اس سے اجرت کے متعلق دریافت کیا، میں نے کہا کہ میں اپنی چادر دوں گا۔میرے ساتھی نے کہا کہ وہ اپنی چادر دے گا۔اس کی چادر

میری چادر سے اچھی تھی لیکن میں اس کی نسبت جوان تھا۔وہ عورت جب اس کی چادر کی طرف دیکھتی تھی تو اس کی طرف مائل ہوتی تھی۔اور جب میری طرف دیکھتی تو مجھے پسند کرتی۔بالآخر اس نے کہا کہ تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہے۔چنانچہ تین روز تک میں اس کے پاس رہا۔ (صحیح مسلم شرح نووی جلد چہارم ص ۱۷ کتاب النکاح)

غور کیجئے کہ بخاری میں امام مسلم نیشاپوری (ایرانی) صحابہ کبارؓ کے کردار کا کیا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔جیسے وہ میلے میں گئے ہوں اور وہاں پیشہ ور عورتیں تلاش کرتے ہوں دین محمدیؐ اور اس کے قائم کرنے والے اصحاب کرامؓ کی کیا تصویر پیش کی جا رہی ہے۔انتقام کی جو آگ ان کے سینوں میں دھک رہی ہے وہ چھپائے نہیں چھپ رہی ہے۔گندے ہاتھوں سے تو گندا آٹا گوندا جائے گا بدبودار دودھ سے بدبودار دہی بنے گی اصحاب کرام کا جو کردار صحاح ستہ میں پیش کیا گیا ہے کیا اس کردار کے حامل ایک اچھا دین لا سکتے ہیں؟ (معاذ اللہ) اگر یہی کردار تھا ان کا، تو ان سے آج کا مسلمان بدرجہا بہتر ہے مگر یہ حقیقت نہیں ہے، وہ مثالی کردار کے مالک تھے۔یہ عجمی انتقام بول رہا ہے۔آج کل پاکستانی فوج کے دستے اقوام متحدہ کے زیر کمان صومال اور بوسنیا جاتے ہیں۔اور اپنے سرحد پر بھارتی فوجوں کے آمنے سامنے دو سال تک رہے۔سیاچین پر بھی طویل عرصے سے مقیم ہیں۔کیا انہوں نے بھی کبھی خصی ہونے کی خواہش کا اظہار کیا؟ ملاحظہ فرمایا عجمی اماموں کی بے سرو پا روایتوں کو، انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ پڑھنے والے کیا یہ نہیں سوچیں گے کہ اتنے پست کردار والے عرب بھلا ایران جیسی سپر پاور کو کیسے فتح کر سکتے تھے؟ جو تصویر عجمیوں نے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیش کی ہے، کیا رب ایسے ہی لوگوں سے راضی ہوئے اور انہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی؟

اے جہنم تو کیوں نہیں اہل روایات پر انگارے برساتا، آسمان تو کیوں جامد و